قلم برداشتہ:

سید عطاء المحسن بخاری

ایک روشن خیال ملکہ

سرور دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے ابوھریرہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے (غالباً) یمن کی گورنری عطا کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا..... نہیں، ابوھریرہؓ، اب نہیں! ایک بات یاد رکھو، دنیا میں یہ اقتدار امانت ہے اور آخرت میں رسوائی اور ندامت! اگر اقتدار بن مانگے ملے تو تیری اعانت من جانب اللہ ہو گی، اور اگر مانگ کر تو نے اقتدار لیا تو، تو (لوگوں) کے سپرد کر دیا جائیگا"

یہ کتنے واضح، روشن اور ابدی نقوش ہیں۔ ان پر کسی رائے کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ کامل و مکمل گفتگو پر ردّ و کد اور جرح و قدح کی اسی لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اس گفتگو سے شک و ریب کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

اقتدار کی بھیک لوگوں سے مانگنے کا طریقہ یہودیوں نے ایجاد کیا۔ عوام کو "ربّ الارض" بھی یہودیوں نے بنایا۔ عوام کو اقتدار کا مالک بھی انہیں یہودیوں نے بنایا۔ اسی لئے اقتدار کے بھک منگے، منگتے، گداگر..... عوام عوام، غریب غریب، مزدور مزدور کی رٹ لگا کر فنکار پیشہ ور گداگروں کی طرح نہ معلوم کیا کیا بٹورتے اور لے ڈوبتے ہیں۔ یہودیوں کی نظری، فکری اور عملی اطاعت سے اور یہودیانہ روش اختیار کر کے یہ لوگ بہت کچھ سمیٹ لیتے ہیں۔ یعنی قومی سرمایہ، قومی روئیے، قومی اخلاق، قومی آراء، قومی امن، قومی اتحاد اور اس کے عوض قوم کو دیتے کیا ہیں.....؟

بھوک، افلاس، قلاشی، ملاوٹ، غبنِ فاحش، قتل، اغواء، زناء، جوا، نشہ، چوری، حرام خوری، حرام کاری، جھوٹ، بدمعاشی، تمام ابلیسی روئیے، گندے غلیظ اور ناپاک جذبے! وہ جذبے، جن کی تکمیل کے لئے کوشاں انسان نما شیطانوں وحشیوں، درندوں، مستبد و سفاک لوگوں کے پُشتیبان اور سفارشی ارکانِ اسمبلی ہوتے ہیں، جو دھونس، گھمنڈ اور دھاندلی سے ان بدصفات لوگوں کی خواہشیں پوری کرتے ہیں۔ جو کبھی پوری نہیں ہوتیں۔

سلطان شمس الدین التمش زندگی کے آخری مرحلے میں تھا۔ اس نے امراء اور درباریوں (پارلیمنٹیرنز) کو اپنی رائے دی کہ میرے بیٹے نالائق ہیں، تمام ابلیسی اعمال ان میں بدرجہ اَتم پائے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کو اپنی جگہ بٹھا دوں۔ امراء نے مخالفت کی مگر بادشاہوں کی رائے سے اختلاف کا چونکہ نتیجہ اچھا نہیں ہوا کرتا، لٰہذا امراء اور درباری آخر کو چپ ہو رہے اور التمش نے اپنی چہیتی بیٹی رضیہ سلطانہ کو اپنی "خلیفی" بنا دیا۔ وہ ملکۂ ہند بن گئی۔ ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۹ء تک تین برس کی مدت میں جہاں اس نے بہادری اور حسن کارکردگی کا خوب خوب مظاہرہ کیا وہاں تریاہٹ اور تریامت کا جادو بھی سرچڑھ کر بولنے لگا۔ رضیہ

سلطانہ ایک حبشی غلام، جمال الدین یاقوت میر اخور سے اپنا دل و دماغ نہ بچا سکی اور اسکی ہو گئی۔ اسے شاہی اصطبل کی نوکری سے اٹھا کر امیر الامراء بنایا پھر اس سے شادی کر لی۔ بھٹنڈہ کے حاکم نے رضیہ کے یہ لچھن، اور "روشن خیالی" کے یہ مظاہر دیکھ کر بغاوت کر دی۔ رضیہ حبشی غلام کے ساتھ لشکر کشی کر کے اس کی سر کوبی کے لئے گئی مگر بھٹنڈہ کے حاکم کے سامنے ٹھہر نہ سکی۔ "یاقوت" مارا گیا۔ تب رضیہ نے بھٹنڈہ کے حاکم کے ساتھ شادی رچالی اور کبھی نہ پوری ہونے والی خواہشیں پوری کرتی رہی۔ ادھر امراء نے رضیہ کے بھائی معزالدین بہرام کو حاکم بنالیا وہ ابھی حاکم ہوا ہی تھا کہ بھٹنڈہ کی رانی نے بھائی پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ حاکم بھٹنڈہ اور رضیہ دونوں اپنی معصوم خواہشیں پوری کرتے کرتے اس ناگہانی حملے کی زد میں آگئے۔ تب دونوں مل کر مردانہ وار اور زنانہ وار گرفتار ہوئے اور دھلی کے نواح میں کیتھل نامی قصبہ میں دونوں کو اکٹھے ہی "خواہشوں کے گھاٹ" اتار دیا گیا۔ پھر اسی ہوس اقتدار نے معزالدین بہرام کو بھی ۱۲۴۱ء میں قتل کرادیا۔ اسکے بعد التمش کا داماد آیا، وہ بھی اپنے چچا ناصر الدین محمود کے ہاتھوں ۱۲۴۶ء میں گرفتار ہوا اور جیل میں گل سڑ گیا۔

لوگ تاریخ تاریخ کی رٹ تو لگاتے ہیں مگر تاریخ پڑھتے نہیں۔ حالانکہ تاریخ بھی عقل و ہدایت کے لئے سامان مہیا کرتی ہے اور تاریخ اپنے طعنۂ ارتقا کے پہلو بہ پہلو فلسفۂ زوال بھی لے کے چلتی ہے۔ نہ جانے اقتدار کے بھک منگے، ناپاک اور غلیظ بجاری ان واقعات خونچکاں سے عبرت کیوں حاصل نہیں کرتے؟ شاید یہ عقل سے عاری ہوتے ہیں اور بصارت و بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ پاک نے بھی عقل والوں کو ہی عبرت حاصل کرنے کے لئے آواز دی ہے.........

فاعتبروا یا اولی الابصار   یا اولی الالباب لعلکم تتقون

(اے بصارت والو، اے عقل والو! عبرت پکڑو، تاکہ تم پاکباز ہوجاؤ)

جی ہاں! ہوسِ ملک گیری میں آزردہ دلوں کا قتل نہ کرو ورنہ تمہیں بھی یہ تلخ گھونٹ ساغر میں پلایا جائے گا۔

خونِ آزردہ دِلاں از پئے ملک مریز
کہ ترا نیز ہماں جُرعہ بساغر ریزند

(بقیہ از صفحہ ۱۶)

ربوہ کے محکم معانی میں تشابہ پیدا کرنے کے لئے اس صفاتی نام کا اپنی بستی پر اطلاق کر دیا اس کو محض حادثاتی واقعہ یا ترکاتی نام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ عمداً قصداً انہوں نے ایسا کیا ہے تاکہ اس جھوٹے مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو اس سچے مسیح موعود کے بالمقابل لایا جائے۔ پس قرآن مجید کا یہ دعوی "فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ (آل عمران: ۷) کیسے فٹ نظر آتا ہے۔ کہ جن دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی من پسند تاویل سے پیوستہ رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ شک وشبہ کا شکار ہوں اور ان کی باطل تاویل کا راستہ ہموار ہوجائے۔